ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

# عقد اجارۃ الاعیان کی شرائط اور جدید صورتیں

## *Conditions and Modern Forms of Uqd Ijarat-ul-Aiyan*

***☆Shoaib Siddique***
*PhD Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore*
***☆☆Hafiz Samama Tahir***
*M Phil Scholar, Institute of Islamic studies Punjab university, Lahore*
***☆☆☆Zahoor Elahi***
*Lecturer, Govt. Islamia College, Kasur*

**Abstract**

*Ijara is an Arabic word and it means to pay wages. In the terminology of the jurists: Ijarah refers to an agreement in which the specific benefit of a specified thing is given for a limited period of time in return for a known consideration, or is paid in return for an action. Examples of this are: A person gives his house to someone for a limited period of time and collects rent from him in return which is known to both parties. The lease done in Islamic banks is quite different from Sharia lease, it is called Ijarat al-Muntahiyyah Balt-Tamlik (Hire-Purchase). That is, a rental agreement in which the ownership of the thing is transferred to the lessee at the end. This situation was not mentioned by the jurists, nor did the jurists give the concept of Ijarah in this way, rather, Hire-Purchase did not start in Islamic lands, it first started in America in 1905.[2] Later it was promoted by Sudi banks as Leasing Contract, and the same form was introduced in Islamic banks with minor modifications as Ijarah. The main purpose of this contract is not to rent something, but to sell that thing, and the buyer pays the price of the thing in instalments, while ownership remains with the seller, and the contract appears to be one of hire, not of sale. Car Financing and Home Financing are done through Ijarah in Islamic banks.*

**Keywords**: *Ijarah , Car Financing , Home Financing , Hire-Purchase*

### اجارہ

اسلامی طرق ہائے تمویل میں اجارہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مختلف اسلامی بینک اجارہ فائنانسنگ کے عنوان سے اپنے گاہکوں کو گاڑی کی سہولت فراہم کررہے ہیں۔ عقد اجارہ سے کیا مراد ہے اور اس کا جواز کہاں سے ثابت ہے. ذیل میں اسی حوالے سے گفتگو کی جارہی ہے:

- اجارہ کی تعریف

اجارہ ایک ایسا عقد ہے جس میں کسی چیز کا حق استعمال یا منافع، متعین رقم کے بدے دوسرے شخص کو فروخت کردیا جاتا ہے.[1]

- اجارہ کا جواز قرآن کریم کی رو سے

[1] الروض المربع شرح زاد المستقنع:318 وحاشیہ ابن عابدین:6/9-7

اجارہ کا جواز قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے اجارہ کی مشروعیت کو مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اجارہ سابقہ امم کے ہاں بھی مشروع تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ سورۃ الکھف میں موجود ہے کہ جب آپؑ ایک بستی میں پہنچے اور دیکھا کہ دیوار بس گرنے کے قریب ہے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے ہاتھ لگایا اور وہ معجزانہ طور پر ٹھیک ہو گئی تب حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ﴿قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ [2]

ترجمہ: اس (موسیٰؑ) نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مدین پہنچے جہاں اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰؑ کو صفاتِ محمودہ کا حامل پایا اور بیٹیوں کی زبانی بے پناہ تعریف سنی تو فرمایا: ﴿قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾ [3]

ترجمہ: اس (شعیبؑ) نے فرمایا کہ میں اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر) پر کہ آپ آٹھ سال تک کام کاج کریں۔ ہاں اگر آپ دس پورے کر دیں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہے۔

اس آیت سے بھی اجارہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ جس میں آپ کی آٹھ سالہ اجرت بطور مہر قرار پائی۔

ما قبل دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ سابقہ امتوں کے ہاں جائز تھا اور جو چیز سابقہ امتوں میں جائز ہو، جب تک اس کے معارض کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ جائز ہی رہتی ہے۔

اجارہ کی اس مشروعیت کو قرآن کریم نے بھی بحال رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ [4]

ترجمہ: پس اگر وہ تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو تم ان کو انکی اجرت دو

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر عورت کو طلاق ہو چکی لیکن خاوند چاہتا ہے کہ شیر خوار بچے کو یہی عورت دودھ پلائے تو اب خاوند پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو دودھ پلانے کے عوض اجرت بھی ادا کرے۔ یہ آیت بھی اجارہ کی مشروعیت کو ثابت کرتی ہے۔

- اجارہ احادیث کی رو سے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قال الله: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ" [5]

---

[2] الکھف: 77

[3] القصص: 27

[4] الطلاق: 6

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے بروز قیامت میں جھگڑا کروں گا۔ ایک تو وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر توڑ دیا، دوسرے وہ جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی اور تیسرے وہ جس نے مزدور سے کام تو پورا لیا مگر اجرت پوری نہ دی"۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے: "أَعْطِ الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُه" یعنی "مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کرو"۔[6]

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے آپ ﷺ کو پچھنے لگائے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔[7]

- اجماع

مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانیؒ نے اجارہ کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَإِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ عَلَى ذَلِكَ قَبْلَ وُجُودِ الْأَصَمِّ حَيْثُ يَعْقِدُونَ عَقْدَ الْإِجَارَةِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إلَى يَوْمِنَا هَذَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ، فَلَا يُعْبَأُ بِخِلَافِهِ إذْ هُوَ خِلَافُ الْإِجْمَاعِ.[8]

ترجمہ: اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو بے شک (ابو بکر) اصم سے پہلے امت کا اس پر اجماع ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک بغیر کسی انکار کے عقد اجارہ ہوتا چلا آرہا تھا۔ ابو بکر اصم کا اختلاف کوئی معنیٰ نہیں رکھتا اس لئے کہ وہ اجماع کے خلاف ہے۔

علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ اجارہ تمام علاقوں کے علماء کے ہاں جائز ہے۔

- اجارہ کی اقسام

بنیادی طور پر اجارہ کی دو قسمیں ہیں:

ا-اجارہ الاشخاص 2-اجارہ الاعیان

اجارۃ الاشخاص:

اجارۃ الاشخاص سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں کسی شخص کی خدمات متعین اجرت پر حاصل کی جاتی ہیں مثلاً کسی کو ملازم رکھنا، مزدور سے اجرت پر کام لینا وغیرہ وغیرہ۔ اجارہ کی اس قسم کو قرآن مجید نے بھی بیان کیا ہے.

---

[5] صحیح البخاری: 2227

[6] ابن ماجہ: 2443

[7] سنن النسائی: 2849

[8] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: (4 / 174)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

اجارۃ الاعیان:

اجارۃ الاعیان سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں کسی شے کی متعین منفعت معلوم اجرت کے عوض حاصل کی جاتی ہے مثلاً دکان، مکان، جانور یا گاڑی کرائے پر حاصل کرنا۔ اسلامی بینکوں میں رائج اجارے کا تعلق بھی اسی دوسری قسم یعنی اجارۃ الاعیان سے ہے۔۔اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک کہلاتا ہے ہے جسے یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

یہ ایسا اجارہ ہے جو عین مؤجّرہ (اجارے پر دی جانے والی چیز) کی تملیک کے وعدے سے مشروط ہوتا ہے۔ تملیک کا یہ عمل خواہ مدتِ اجارہ کے اختتام پر ہو یا درمیان میں لیکن اسے شریعہ اسٹینڈرڈ کے بیان کردہ طُرق میں سے کسی ایک کے مطابق ہونا چاہیے۔

خالد بن عبد اللہ الحافی اس کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں کہ: "یہ دوطرفہ عقد ہے جس میں ایک فریق دوسرے کو متعین سامان متعین اجرت کے بدلے دیتا ہے جس کی ادائیگی اقساط کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس عقد میں آخری قسط کی ادائیگی کے بعد شے کی ملکیت ایک نئے عقد کے ذریعے گاہک کو منتقل کر دی جاتی ہے"۔

اسلامی بینکوں میں اجارہ کے نام سے ہونے والے عقد کئی عقود کا مجموعہ ہوتا ہے جس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کسی شخص یا ادارے کو مشینری یا گاڑی وغیرہ درکار ہوتی ہے تو وہ اسے بذات خود نہیں خرید تا جسکی دو وجوہات ہوتی ہیں:

1. پہلی وجہ تو سرمائے کی کمی ہے جس میں خریدار یکمشت ادائیگی کے قابل نہیں ہوتا اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اقساط کی صورت میں خریداری کرے۔

2. دوسری وجہ یہ ہے کہ کاروبار میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لگی بندھی رقم کا ایک بڑا حصہ کہیں مصروف نہ ہو بلکہ کم سے کم ادائیگی کے ساتھ کاروبار کو جاری رکھا جائے تاکہ سیال سرمایہ ادارے کے پاس رہے جو بوقت ضرورت مختلف شعبہ جات میں کام آسکے۔

ان دو وجوہات کے پیش نظر گاہک بینک کے پاس جاتا ہے تاکہ وہ اجارہ کی سہولت حاصل کر سکے۔ گاہک کا مطلوبہ اثاثہ عموماً بینک کے پاس نہیں ہوتا بلکہ وہ گاہک کی طلب پر ہی اسے خریدتا ہے۔ لہٰذا بینک اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ گاہک بھرپور یقین دہانی کروائے کہ وہ واقعی اس سے اثاثہ حاصل کرے گا۔

- لیزنگ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

مروجہ جدید مالی معاملات میں سے ایک لیزنگ بھی ہے، لیز اصل عربی کے لفظ 'الاجارۃ' کا ترجمہ ہے جو شرعی اصطلاح ہے لیکن مروجہ لیزنگ شرعی اجارہ سے مختلف ہے۔ شرعی اجارہ کا مفہوم تو صرف اتنا ہے:"بيع منفعة معلومة باجر معلوم" ''طے شدہ اجرت کے بدلے طے شدہ منفعت فروخت کرنا۔''[9]

اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔معاوضے کے بدلے کسی شخص (انجنیئر وغیرہ) کی خدمات حاصل کرنا۔

2۔اپنی ذاتی چیز جیسے گاڑی یا مکان کا حق استعمال کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنا اور اس کے عوض کرایہ وصول کرنا۔

جب لیزنگ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اقتصادی ماہرین کے نزدیک اس سے عموماً اجارہ کی یہ آخری قسم ہی مراد ہوتی ہے۔

صحیح بخاری میں اجارہ کے عنوان کے تحت دونوں قسموں کا بیان ہے، اجارہ کی اس قسم میں چوں کہ اصل مالک کی ملکیت ہی ہوتی ہے، مستاجر کرایہ کے عوض صرف اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔اس لیے ملکیتی اخراجات مستاجر کے ذمے ہوں گے۔ مثلاً مکان کرائے پر دیا گیا ہے تو اس کی پراپرٹی ٹیکس مالک ادا کرے گا لیکن بجلی، گیس اور پانی کا بل مستاجر کے ذمہ ہوگا۔اسی طرح اگر کرایہ پر دی گئی چیز کا ایسا نقصان ہو جائے جس میں مستاجر کی غلطی، غفلت یا کوتاہی کا عمل دخل نہ ہو تو وہ نقصان بھی مالک ہی برداشت کرے گا۔

- لیزنگ کا جدید مفہوم

اس کے برعکس انیسویں صدی عیسوی سے لیزنگ کی ایک نئی قسم متعارف ہوئی جس کو عربی میں ' البیع الایجاری' ''یعنی وہ اجارہ داری جس کی انتہا بیع پر ہوتی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک کسی کو کچھ سالوں کے لئے گاڑی خرید کر لیز پر دیتا ہے اس کا کرایہ اقساط میں وصول کیا جاتا ہے۔ بینک کرایہ طے کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھتا ہے کہ اس عرصے میں گاڑی کی قیمت مع اتنے نفع کے جو اس عرصے میں بینک کو اس رقم پر سود کی شکل میں حاصل ہونا تھا، وصول ہو جاتے ہیں جب گاہک مکمل اقساط ادا کر دیتا ہے تو گاڑی اس کی ملکیت ہو جاتی ہے اس طرح ابتدا میں یہ اجارہ ہوتا ہے جو آخر میں بیع میں تبدیل ہو جاتا ہے۔اس عرصے میں گاڑی کے ہر طرح کے نقصانات کی ذمہ داری گاہک کی ہوتی ہے بعض اہل علم کی رائے میں یہ ایک جدید صورت ہے۔ دین میں اس کے متعلق کوئی ممانعت نہیں ہے اس لیے جائز ہے۔ جب کہ بعض حضرات کے نزدیک یہ ایک عقد میں دو عقد جمع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ہمارا خیال میں اس میں زیادہ قابل اعتراض پہلو سود کی آمیزش کا ہے۔اس کی تفصیل یوں ہے کہ گاہک جب بینک کے پاس گاڑی لینے جاتا ہے تو وہ اس کی قیمت کا کچھ حصہ ڈاؤن پے منٹ (Down Payment) کے نام سے پہلے ادا کرتا ہے جو زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور کم بھی، لیکن ایک خاص شرح (گاڑی کی قیمت کا دس فیصد) سے کم نہیں ہوتا، اب

---

[9] عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري:251/18

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

بینک نے کرائے کے نام پر جو اضافی رقم صول کرنا ہوتی ہے اس کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ ڈاؤن پے منٹ کی رقم کتنی ہے؟ اگر وہ زیادہ ہے تو اضافی رقم زیادہ یہ وصول کی جائے گی۔ اس بارے میں ہم نے مسلم کمرشل بینک کے ایک ذمہ دار سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اگر آپ بینک سے Baleno گاڑی لیتے ہیں اور ڈاؤن پے منٹ پانچ لاکھ ادا کرتے ہیں تو آپ کے پانچ سال کے لئے 9738 روپے ماہانہ قسط جمع کروانا ہو گی جو 584280 روپے بنتے ہیں۔ اس میں پانچ لاکھ ڈاؤن پے منٹ جمع کر لیں تو مکمل 1084260 روپے کی ماہانہ قسط جمع کروائیں گے جو 984480 روپے بنتے ہیں۔ دو لاکھ ڈاؤن پے منٹ کے نام سے پہلے ادا کیا جا چکا ہے اس طرح کل رقم 1184480 روپے ہو گی۔ پہلی صورت میں ایک لاکھ دو سو روپے کم اور دوسری صورت میں زیادہ کیوں؟ سیدھی سی بات ہے کہ یہ سودی معاملہ ہے پہلی صورت میں بینک کو چونکہ کم پیسے دینے پڑے اس لیے اس کا سود کم اور دوسری صورت میں زیادہ رقم دینا پڑی اس لیے سود بھی زیادہ بنا۔ اگر یہ حقیقی اجارہ ہوتا تو یہ فرق اتنا نہ ہوتا!! کیونکہ اجارہ میں کرائے کا تعلق حق استعمال سے ہوتا ہے جو دونوں صورتوں میں برابر ہے نہ کہ اس بات سے کہ اس میں بینک کے کتنے پیسے استعمال ہوتے ہیں نیز اگر یہ حقیقی اجارہ ہوتا تو بینک اس کے نقصان کا بھی ذمہ دار ہوتا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل میں یہ سودی معاملہ ہے جسے اجارہ کا نام دیا گیا ہے۔ حقیقی اجارہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

- ایک شبہ کا ازالہ

بظاہر یہ بیع قسط کے مشابہ ہے اس لیے بعض حضرات اسے بیع قسط قرار دے کر اس کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن درج ذیل وجوہ کے باعث یہ درست نہیں:

☆ سطور بالا میں ہم نے اس کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کے مطابق اسے بیع قسط قرار دینے کی قطعاً گنجائش نہیں۔

☆ یہ دراصل دو عقد پر مشتمل ہے۔

1۔ عقد اجارہ 2۔ عقد بیع

جب کہ بیع قسط میں صرف ایک عقد ہوتا ہے بیع اور اجارہ الگ الگ اصطلاحات ہیں اور ہر ایک کے احکام بھی مختلف ہیں۔

☆ بیع قسط میں قیمت تو ادھار ہوتی ہے مگر ملکیت فوراً خریدار کے نام منتقل ہو جاتی ہے لیکن یہاں ملکیت تمام اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہے یہ عقد بیع کے منافی ہے کیونکہ بیع اصل مقصد ہی یہی ہے کہ چیز کی مکمل طور پر فروخت کنندہ کی ملکیت سے نکل کر خریدار کی ملکیت میں آجائے۔

- لیزنگ کا متبادل

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے اجلاس جو 10 تا 15 دسمبر 1988 کو کویت میں منعقد ہوا اس میں مروجہ لیزنگ کے درج ذیل دو متبادل تجویز کیے تھے۔

مدت ختم ہونے کے بعد مستاجر کے پاس تین اختیار ہوں:

1۔گاڑی مالک کے حوالے کر کے عقد اجارہ ختم کر دے۔

2۔نئے سرے سے عقد اجارہ کر لے۔

3۔گاڑی خرید لے۔[10]

اگرچہ اس پر بھی بعض علماء کے تحفظات ہیں مثلاً مدت اجارہ پوری ہونے پر مستاجر تو آزاد ہے مگر مؤجر مستاجر کی پسند کا پابند ہے لیکن یہ اعتراض کوئی زیادہ وزنی نہیں اس لیے یہ صورت شرعی طور پر جائز ہے۔بشرطیکہ اس کی عملی تطبیق میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔

- شرائط

اجارہ چونکہ ایک عقد و معاملہ ہے،اس لیے اس کے لیے بھی وہ تمام عمومی شرائط ضروری ہیں جو کسی بھی عقد کے لیے ضروری ہوتی ہیں، جیسے عقد کرنے والے عاقل، بالغ ہوں، معقود علیہ موجود ہو وغیرہ۔مزید چند اہم شرائط یہ ہیں:

1۔معقود علیہ (جس چیز کو کرایہ پر دیا جارہ ہے وہ) کرایہ پر دینے والے کی ملکیت میں ہو۔

2۔معقود علیہ معلوم و متعین ہو۔

3۔اجرت یعنی کرایہ/ تنخواہ معلوم اور متعین ہو،اس کی جنس اور صفت مع مقدار معلوم ہو۔

4۔جن منافع کو کرایہ پر دیا جارہا ہے،وہ معلوم ہوں۔

5۔جس چیز کو کرایہ پر دیا جارہا ہے،اس کے استعمال کا مقصد معلوم ہو۔

6۔کرایہ پر دی جانے والی چیز مباح ہو۔

7۔معقود علیہ ایسی چیز ہو جس کو کرایہ پر دینے کا رواج اور عرف ہو۔

8۔جس چیز کو کرایہ پر دیا جارہا ہے،وہ اور اس چیز کا کرایہ دونوں ہم جنس نہ ہوں۔

9۔معقود علیہ میں ایسا عیب نہ ہو جس کی وجہ سے اس چیز سے اصل نفع کا حصول ممکن نہ ہو۔

10۔اجارہ کی مدت متعین ہو۔

- عقد اجارۃ الاعیان کی جدید صورتیں

**1۔پلیٹ فارم کی ٹکٹ**

ریلوے اسٹیشن میں پلیٹ فارم پر جانے کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے،اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پلیٹ فارم پر دیکھ بھال کا جو خرچ آتا ہے اس سے وہ وصول کیا جاسکے، چونکہ ریلوے اسٹیشن محکمہ ریلوے کی ملکیت ہوتا ہے،اس لئے اگر وہ اس کا کرایہ

[10] بحوالہ بحوث فی الاقتصاد الاسلامی للدکتور علی القراہ الداغی

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

وصول کرلے تو اس کے لئے یہ جائز ہوگا۔ یہ ٹکٹ صرف ایک مرتبہ آمد ورفت کے بعد ناکارہ سمجھا جائے گا، نیز یہ ٹکٹ زیادہ سے زیادہ صرف اسی دن کے لئے کار آمد ہوگا جس دن کی تاریخ اس پر ڈالی گئی ہے۔

چونکہ اس میں مدت، منفعت، کرایہ، سب ہی متعین ہے، اس لئے شرعا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

## 2۔ سڑکوں سے گزرنے کا کرایہ

اکثر ممالک میں سڑک سے گزرنے کا بھی کرایہ وصول کیا جاتا ہے، جب گاڑی اس سڑک پر پہنچتی ہے تو وہاں پر بنے ہوئے کاؤنٹر سے گاڑی والا ٹکٹ لے کر اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے، یا کہیں ایسا ہوتا ہے کہ ان کاؤنٹر سے گزرتے ہوئے صرف ایک ٹوکن دیا جاتا ہے اور جب گاڑی اس سڑک کو چھوڑ کر دوسری سڑک پر آتی ہے، تو سڑک کے اختتام پر بھی کاؤنٹر ہوتے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر کہ اس گاڑی نے اس سڑک پر کتنے کلومیٹر کا سفر کیا ہے فی میل یا فی کلومیٹر کے حساب سے اس گاڑی کو سڑک سے گزرنے کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے، اس طرح سڑک سے گزرنے کا کرایہ دو طرح ادا ہوتا ہے، ایک تو یکمشت کرایہ سڑک پر داخل ہونے سے پہلے دے دیا جاتا ہے، اور دوسرا طریقہ یہ ہوا کہ سڑک پر فی میل کے حساب سے گزرنے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔

## 3۔ گاڑی کی اجرت

جب کبھی گاڑی یا ٹیکسی کو کرایہ پر لیا جائے تو اس وقت اس کی اجرت اور منزل مقصود گاڑی کے مالک سے طے کر لینا چاہیے، تاکہ طرفین کے درمیان کوئی بات مجہول نہ رہے۔ ٹیکسی ڈرائیور اگر میٹر کے حساب سے کرایہ طے کریں، اور مسافر اس کو قبول کرلے، تو بھی شرعا یہ عقد جائز ہے، لیکن یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہاں اجرت میں جہالت ہے، کیونکہ اکثر حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ٹیکسی میں کتنے کلومیٹر کا سفر ہوگا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں جو جہالت ہے اس جیسی جہالت سے باہمی نزاع پیدا نہیں ہوتا، اس لئے یہ عقد شرعا جائز ہوگا۔

بعض اوقات گاڑی یا ٹیکسی پورے دن کے لئے کرایہ پر لی جاتی ہے، ایسے موقع پر مسافر اور ٹیکسی ڈرائیور کے درمیان اجرت اور وقت معین کرنا ضروری ہے، ٹیکسی ڈرائیور اور گاڑی کے مالکان اجرت اور وقت کی تحدید کئی طریقوں سے کرتے ہیں، اجرت اور وقت کی تحدید کا طریقہ جو آج کل رائج ہے وہ یہ ہے۔

جس وقت گاڑی کرایہ پر لی جاتی ہے اس کے بعد سے مثلا آٹھ گھنٹہ یا چھ گھنٹہ وقت طے کر لیتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ صبح آٹھ بجے سے رات آٹھ بجے تک گاڑی زیر تصرف رہے گی، اور اجرت کی تعیین اس طرح کرتے ہیں مثلا پیٹرول یا ڈیزل سمیت کل کرایہ ایک ہزار روپے ہے، یہ صورت شرعا بالکل جائز اور درست ہے کیونکہ اس میں کرایہ اور وقت متعین ہے۔

# مصادر و مراجع

1۔القرآن الکریم

2۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع از علاء الدین ابو بکر مسعود کاسانی، کتاب الاجارۃ

3۔جدید معاشی نظام میں اسلامی قانون اجارہ از محمد زبیر اشرف عثمانی

4۔ تفسیر ضیاء القرآن-الازہری، پیر محمد کرم شاہ، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، مئی ۲۰۱۹ء

5۔تدبر قرآن- اصلاحی، امین احسن-لاہور، فاران فاؤنڈیشن، ۲۰۰۹

6۔الصحیح لمسلم ،النیسابوري، مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشیري-بیروت، دار احیاء التراث العربي

7۔ بحوث فی الاقتصاد الاسلامی للدکتور علی القراہ الداغی

8۔ عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري

9۔ صحیح البخاری از ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل

10۔سنن النسائی از احمد بن شعیب النسائی

11۔الروض المربع شرح زاد المستمع از منصور بن یونس البھوتی

12۔حاشیہ ابن عابدین از محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی